مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

زندہ شخصیت کی تاثیر ہی کچھ اور ہے!

”زمانہ کے جدید فتنوں میں سے ایک فتنہ صحبتِ صالحین سے بے نیازی کا ہے کتابوں سے اس میں شبہ نہیں کہ معلومات بہت سے حاصل ہوجاتے ہیں لیکن زندہ شخصیت کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے۔

پیر پرستی کی منزل سے یقیناً بچنا چاہئے مگر بزرگوں کی صحبت سے بے نیازی بھی کچھ کم مہلک نہیں اور عُجب و نخوت، خود پسندی کا بُت تو بغیر اس کے ٹوٹتا ہی نہیں۔

(حکیم الامتؒ ۵۸۲ از مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۷)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) ترجمہ اذکار نماز الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین ''سب تعریفیں اللہ کیلئے خاص ہیں پالنے والا ہر ہر عالم کا۔

(۲) نماز کی سنتیں (۱۷) ''قرآن نہ زیادہ جلدی پڑھنا نہ زیادہ ٹھہر کر بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۱۷) کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۷) گنہگار شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپؐ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے مثلاً سود لینے والے پر، دینے والے پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہ پر، اور لعنت فرمائی ہے چور پر، اور تصویر بنانے والے پر اور قوم لوط کا عمل کرنے والے پر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے والے پر وغیرہ وغیرہ۔ اگر گناہ میں کوئی اور نقصان نہ بھی ہوتا تو یہ کیا تھوڑا نقصان ہے کہ حضور رحمۃ للعٰلمین کی لعنت میں داخل ہو گیا۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۷) دینداری سے حکومت وسلطنت باقی رہتی ہے۔

جلد (۲)

شعبان المعظم
۱۴۲۷ھ

ماہنامہ

دعوۃ الحق

شمارہ (۵)

ستمبر
۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا
شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مد ظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپئے

سالانہ زرِ تعاون ایک سو روپئے، ششماہی ۵۵ روپئے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس سے چھپواکر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

اداریہ

حضرت مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب دامت برکاتہم

تقویٰ کا مہینہ

کتاب ہدایت قرآن مجید کا نزول ماہ رمضان المبارک میں ہوا اور یہ وہ کتاب ہے جسکو ھدی للمتقین فرمایا گیا ہے۔ تقوی کی پہلی سیڑھی اللہ پر ایمان لانا ہے، پھر ایمان کے سارے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، وبالاخرۃ ھم یوقنون، کی کیفیت کا استحضار آخری سانس تک نبھانا ہے۔

سوچئے یہ کیفیت جس کے اندر راسخ ہو وہ کسی نیکی کو ہاتھ سے جانے دیگا؟ یا کسی بدی کا تصور ہی کر سکے گا؟ ہرگز نہیں مگر اس مقام یقین ورسوخ تک پہونچنا ہر ایک کے بس میں نہیں تھا۔

اللہ کریم نے ضعفاء امت پر رحم کرتے ہوئے رمضان کے نام سے ایک ماہ کا وہ نظام اعلیٰ وارفع دیا جس کی حکمتوں اور رفعتوں کو سمجھنے کے لئے اس کے عشاق ہی کی آنکھ درکار ہے، ہم جیسے کوتاہ بین اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ دن بھر کے روزہ میں سارے منکرات ومکروہات سے اپنے آپ کو بآسانی بچانے کا بہترین موقع دیکر رات کو تراویح وتہجد کی تلاوت سے ملاء اعلیٰ کی سیر اور روحانی جلا وارتقاء کی دعوت دی گئی ہے اسی لئے روزہ کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ یہ تقوی کا ذریعہ ہے **"لعلکم تتقون"** یہ نسبت تو ہر مؤمن سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کریم سے بھی تقوی ہی کی ہدایت ملتی ہے اور روزہ سے بھی تقویٰ ہی کی دولت نصیب ہوتی ہے، دن میں روزہ ہے رات میں قرآن پھر بانصیب وباسعادت بندگان کاملین کیلئے یہ موسم بہار کس قدر دولت لوٹنے کا موسم ہوگا؟ لیکن ہم غفلت کے ماروں پر بھی کچھ کم نگاہ کرم نہیں ہے کیونکہ

ع ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست

یا

ع میخانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے

ہماری قسمت بہترین بنانے کا نظام رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنئے، **هو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار۔** گیارہ ماہ کے غفلت زدہ انسان جیسے ہی روزہ اور قیام لیل کی بیساکھیوں کے سہارے توبہ واستغفار وانابت کی سرزمین میں قدم رکھ کر رحمت کے مہینہ میں داخل ہوں گے رب رحیم کی نظر عنایت متوجہ ہوگی۔

بردر آمد بندہ بگریختہ　　آبروئے خود زعصیاں ریختہ

اُدھر دس روزوں میں دس گیارہ ماہ کے صفحات سیاہ پر نظر کرم جاری ہے، اور ادھر بندے بزباں حال گڑگڑاتے ہیں کہ۔

من نگویم کہ طاعتم بپذیر　　قلم عفو بر گنا ہم کش

تا آنکہ دوسرا عشرہ رمضان آگیا اب مغفرت وبخشش کے فیصلے شروع ہو گئے۔ جاؤ یہ بھی معاف یہ بھی معاف پس دس دن میں سارے گناہ مٹ گئے اب آخری عشرہ کیا آیا شب قدر کی تلاش شروع ہوگئی عاشقوں کی راتیں دن ہو گئیں نیند ختم آرام فنا ہر گھڑی ہر لمحہ ایک ہی رٹ ہے **اللهم انك عفو تحب العفو فاعفوعنا اللهم اجر نامن النار يا مجير يا مجير يا مجير۔**

رحمت کا دریا جوش میں نہ آئے تو اور کیا کرے؟ رحمۃ للعلمین کے واسطہ سے کیا خوشخبری سنائی گئی؟ کان لگائیے **واخره عتق من النار** ۔پس یہ آخری عشرۂ رمضان دوزخ سے آزادی کا پروانہ دینے کا عشرہ ہے کہ میں نے اپنے بندوں پر دوزخ کی آگ حرام کردی۔ رحمت حق کی وسعتوں نے بندوں کو نوازنے کا پورا انتظام فرمادیا۔ اب بندوں کی ذمہ داری ہے کہ ماہ مبارک کے اندر جہد مسلسل سے یہ دولت لازوال حاصل کریں اور بعد رمضان بھی اسکو ہمیشہ باقی رکھنے کی پیہم سعی جاری رکھیں۔ **واللّٰہ الموفق والمستعان۔**

☆☆☆☆☆☆☆

درسِ قرآن

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ

حقیقی نیکی کا راز

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

لن تنالوا البرّ حتی تنفقو ممّا تحبون وما تنفقوا

من شی فانّ اللّٰہ بہ علیم. (سورۃ اٰل عمران: ۹۲)

خلاصۂ تفسیر

(اے مسلمانو) تم خیر کامل (یعنی اعظم ثواب) کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی (بہت) پیاری چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے اور (یوں) جو کچھ بھی خرچ کرو گے (گو غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں (مطلق ثواب اس پر بھی دیدیں گے، لیکن کمال ثواب حاصل کرنے کا وہی طریقہ ہے)۔

معارف ومسائل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو قرآنی احکام کے اوّلین مخاطب اور رسول کریم ﷺ کے بلاواسطہ شاگرد اور احکام قرآنی کی تعمیل کے عاشق تھے، اس آیت کے نازل ہونے پر ایک ایک نے اپنی محبوب چیزوں پر نظر ڈالی، اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درخواستیں ہونے لگیں، انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار حضرت ابوطلحہؓ تھے، مسجد نبویؐ کے بالکل مقابل اور متصل ان کا باغ تھا جس میں ایک کنواں بیرحاء کے نام سے موسوم تھا، اب اُس باغ کی جگہ تو باب مجیدی کے سامنے اصطفا منزل کے نام سے ایک عمارت بنی ہوئی ہے جس میں زائرین مدینہ قیام کرتے ہیں، مگر اس کے شمال مشرق کے گوشے میں یہ بیرحاء اسی نام سے اب تک موجود ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس باغ میں تشریف لے جاتے اور بیرحا کا پانی پیتے تھے، آپ کو اس کنویں کا پانی پسند تھا، حضرت طلحہؓ کا یہ باغ بڑا قیمتی

اور زرخیز اور ان کو اپنی جائداد میں سب سے زیادہ محبوب تھا، اس آیت کے نازل ہونے پر وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ میرے تمام اموال میں بیر حاء مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، آپ جس کام میں پسند فرمائیں، اس کو صرف فرمادیں، آپؐ نے فرمایا کہ وہ تو عظیم الشان منافع کا باغ ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو آپ اپنے اقرباء میں تقسیم کردیں، حضرت ابوطلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشورہ کو قبول فرما کر اپنے اقرباء اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم فرمادیا، (یہ حدیث بخاری ومسلم کی ہے) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیرات صرف وہ نہیں جو عام فقراء اور مساکین پر صرف کی جائے، اپنے اہل وعیال اور عزیز ورشتہ داروں کو دینا بھی بڑی خیرات اور موجبِ ثواب ہے۔

حضرت زید بن حارثہؓ اپنا ایک گھوڑا لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کیا کہ مجھے اپنی املاک میں یہ سب سے زیادہ محبوب ہے میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے اس کو قبول فرمالیا، لیکن ان سے لے کر انہی کے صاحبزادے اُسامہؓ کو دے دیا، زید بن حارثہ اس پر کچھ دلگیر ہوئے کہ میرا صدقہ میرے ہی گھر میں واپس آگیا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلّی کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ صدقہ قبول کرلیا ہے (تفسیر مظہری، بحوالہٗ ابن جریر وطبری وغیرہ)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کنیز سب سے زیادہ محبوب تھی، آپؓ نے اس کو لوجہ اللہ آزاد کردیا، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک کنیز تھی، جس سے وہ محبت کرتے تھے، اس کو اللہ کے لئے آزاد کردیا، الغرض آیت مذکورہ کا حاصل یہ ہے کہ حق اللہ کی مکمل ادائیگی اور خیر کامل اور نیکی کا کمال جب ہی حاصل ہوسکتا ہے جب کہ آدمی اپنی محبوب چیزوں میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے، آیت مذکورہ میں چند مسائل قابلِ نظر اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

اوّل یہ کہ اس آیت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے اس سے مراد بعض حضرات مفسرین کے نزدیک صدقات واجبہ زکوۃ وغیرہ ہیں، اور بعض کے نزدیک صدقاتِ نافلہ ہیں، لیکن

جمہور محققین نے اس کے مفہوم کو صدقات واجبہ اور نفلیہ دونوں میں عام قرار دیا ہے، اور صحابہؓ کرام کے واقعات متذکرہ بالا اس پر شاہد ہیں کہ ان کے یہ صدقات صدقاتِ نفلیہ تھے۔

اس لئے مفہوم آیت کا یہ ہوگیا کہ اللہ کی راہ میں جو صدقہ بھی ادا کرو خواہ زکوٰۃ فرض ہوں کوئی نفلی صدقہ وخیرات، ان سب میں مکمل فضیلت اور ثواب جب ہے کہ اپنی محبوب اور پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو، یہ نہیں کہ صدقہ کو تاوان کی طرح سر سے ٹالنے کے لئے فالتو، بیکار یا خراب چیز وں کا انتخاب کرو، قرآن کریم کی دوسری ایک آیت میں اس مضمون کو اور زیادہ واضح اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

یا یھا الذین امنو انفقو ا من طیبت ما کسبتم ومما اخر جنا لکم من الا رض و لاتیممو االخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوافیه.

یعنی اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اس میں سے عمدہ چیزوں کو چھانٹ کر اس میں سے خرچ کرو اور رڈی چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو کہ اس میں سے خرچ کردو حالانکہ وہ چیز اگر تمہارے حق کے بدلے میں تمہیں دیجائے تو تم ہر گز قبول نہ کروگے بجز، اسکے کہ کسی وجہ سے چشم پوشی کر جاؤ۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ خراب اور بیکار چیزوں کا انتخاب کر کے صدقہ کرنا مقبول نہیں، بلکہ صدقہ مقبولہ جس پر مکمل ثواب ملتا ہے وہی ہے جو محبوب اور پیاری چیزوں میں سے خرچ کیا جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیت میں لفظ مما سے اشارہ کردیا گیا ہے کہ یہ مقصود نہیں ہے کہ جتنی چیزیں اپنے نزدیک محبوب اور پیاری ہیں ان سبھی کو اللہ کی راہ میں خرچ کردیا جائے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جتنا بھی خرچ کرنا ہے اس میں اچھی اور پیاری چیز دیکھکر خرچ کریں تو مکمل ثواب کے مستحق ہوں گے۔

تیسرا مسئلہ یہ کہ محبوب چیز خرچ کرنا صرف اسی کا نام نہیں کہ کوئی بڑی قیمت کی چیز خرچ کی جائے، بلکہ جو چیز کسی کے نزدیک عزیز اور محبوب ہے، خواہ وہ کتنی ہی قلیل اور قیمت کے اعتبار سے کم ہو، اس کے خرچ کرنے سے بھی اس "برّ" کا مستحق ہو جائے گا، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو چیز آدمی اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے وہ اگرچہ کھجور کا ایک دانہ ہو اس سے بھی انسان اس ثوابِ عظیم اور برِ کامل کا مستحق ہو جاتا ہے جس کا آیت میں وعدہ کیا گیا۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جس خیرِ عظیم اور برِ کامل کا ذکر ہے اس سے وہ غریب لوگ محروم رہیں گے جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے مال نہیں، کیونکہ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ خیرِ عظیم بغیر محبوب مال خرچ کئے حاصل نہیں کی جاسکتی، اور فقراء و مساکین کے پاس مال ہی نہیں جس کے ذریعہ ان کی یہاں تک رسائی ہو، لیکن غور کیا جائے تو آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ خیرِ عظیم اور ثوابِ عظیم حاصل کرنا چاہیں تو بجز مال محبوب کے خرچ کرنے کے ان کا یہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ خیرِ عظیم کسی دوسرے ذریعہ سے مثلاً عبادت، ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن، کثرتِ نوافل سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے، اس لئے فقراء و غرباء کو بھی یہ خیرِ عظیم دوسرے ذرائع سے حاصل ہوسکتی ہے، جیسا کہ بعض روایات حدیث میں صراحتہً بھی یہ مضمون آیا ہے۔

پانچواں مسئلہ: یہ ہے کہ مال کے محبوب ہونے سے کیا مراد ہے؟ قرآن کی دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس کے کام میں آرہی ہو اور اس کو اس چیز کی حاجت ہو، فالتو اور بیکار نہ ہو، قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا

یعنی اللہ کے مقبول بندے وہ ہیں جو حاجتمندوں کو کھانا کھلاتے ہیں، باجود اس کے کہ اس کھانیکے خود ان کو بھی ضرورت ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اسی مضمون کی اور زیادہ وضاحت اس طرح فرمائی۔

ویؤ ثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ۔

یعنی اللہ کے مقبول بندے اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگر چہ خود بھی حاجتمند ہوں

چھٹا مسئلہ: یہ ہے کہ آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ خیر کامل اور ثواب عظیم اور صف ابرار میں داخلہ اس پر موقوف ہے کہ اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کریں، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرورت سے زائد فالتو مال خرچ کرنے والے کو کوئی ثواب ہی نہ ملے، بلکہ آیت کے آخر میں جو یہ ارشاد ہے وما تنفقوا من شی ء فان اللہ بہ علیم، یعنی تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے، آیت کے اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر چہ خیر کامل اور صف ابرار میں داخلہ خاص محبوب چیز خرچ کرنے پر موقوف ہے، لیکن مطلق ثواب سے کوئی صدقہ خالی نہیں، خواہ محبوب چیز خرچ کریں یا زائد اور فالتو اشیاء ہاں مکروہ اور ممنوع یہ ہے کہ کوئی آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے یہی طریقے اختیار کرلے کہ جب خرچ کرے فالتو اور خراب چیز کا ہی انتخاب کر کے خرچ کیا کرے، لیکن جو شخص صدقہ خیرات میں اپنی محبوب اور عمدہ چیزیں بھی خرچ کرتا ہے، اور اپنی ضرورت سے زائد چیزیں، بچا ہوا کھانا پُرانے کپڑے، عیب دار برتن یا استعمالی چیزیں بھی خیرات میں دیدیتا ہے، وہ ان چیزوں کو صدقے کرنے سے کسی گناہ کا مرتکب نہ ہوگا بلکہ اس کو ان پر بھی ضرور ثواب ملے گا، اور محبوب چیزوں کے خرچ کرنے پر اس کو خیر عظیم بھی حاصل ہوگی، اور صفِ ابرار میں اس کا داخلہ بھی ہوگا۔

آیت کے اس آخری جملہ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کی اصلی حقیقت اللہ پر روشن ہے کہ وہ اس کے نزدیک محبوب ہے یا نہیں، اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کررہا ہے یا ریاء وشہرت کے لئے، محض کسی کا زبانی دعویٰ اس کیلئے کافی نہیں کہ میں اپنی محبوب چیز کو اللہ کیلئے خرچ کررہا ہوں۔ بلکہ علیم وخبیر جو دل کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے دیکھ رہا ہے کہ واقع میں اس کیلئے خرچ کا کیا درجہ ہے؟ (ختم شد)

درسِ حدیث

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری مدنی قدس سرہٗ

توبہ کا حکم اور طریقہ

عن الاغر المزنی قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ایها الناس! توبوا الی الله، فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة۔ (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت اغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو، کیونکہ میں روزانہ سو مرتبہ اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

اس حدیث مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توبہ کی طرف توجہ دلائی ہے چونکہ نفس و شیطان کے تقاضے پر لوگ گناہ کر بیٹھتے ہیں اس لئے توبہ کرتے رہنا از حد ضروری ہے، یہ اللہ جل شانہ کا انعام ہے کہ اس نے یہ قانون نہیں بنایا کہ گناہ پر ضرور ہی عذاب ہو، بلکہ جو شخص اللہ سے معافی مانگے اور اس کے حضور میں توبہ کرے جو سچے دل سے ہو تو اللہ جل شانہٗ اس کو معاف فرمادیتے ہیں اور توبہ قبول فرمالیتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وهوالذی یقبل التوبة عن عباده ویعفوا عن السیئات ویعلم ماتفعلون یستجیب الذین امنوا وعملو الصلحتِ ویزید هم من فضله والکافرون لهم عذاب شدید۔

اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے اور ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ سورۂ نور میں توبہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وتوبو الی الله جمیعا ایها المؤ منون لعلکم تفلحون۔
اور مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کروتا کہ تم فلاح پاؤ۔ سورۂ تحریم کے آخری رکوع میں ارشاد فرمایا۔

یاایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنّٰت تجری من تحتها الانهار یوم لا یخزی الله النبی والذین امنوا معه۔

اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کرے گا۔

ان کے علاوہ متعدد آیات میں توبہ کا حکم اور توبہ کرنے والوں کی تعریف مذکور ہے۔ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ تعداد میں زیادہ ہوں یا کم سب زہر ہیں۔ اسی لئے ضروری ہے کہ جیسے ہی کوئی گناہ ہوجائے سچے دل سے توبہ کی جائے۔ صغیرہ گناہ تو نیکیوں کے ذریعہ بھی معاف ہوتے رہتے ہیں، لیکن کبیرہ تو صرف توبہ ہی سے معاف ہوتے ہیں، یوں تو اللہ تعالیٰ کو سب اختیار ہے کہ بغیر توبہ بھی سب معاف فرمادے، لیکن یقینی طور پر معاف ہونے کے لئے توبہ کرنا لازم ہے جب سچے دل سے توبہ کے طریقہ کے مطابق توبہ کرلی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے اور یہ سمجھ لینا چاہئے کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہوتی، توبہ تین چیزوں کا نام ہے۔

اول: جو گناہ ہو چکا اس پر نہایت سچے دل سے شرمندہ پشیمان اور نادم ہونا، اپنی حقیر ذات کو دیکھنا اور اللہ جل شانہٗ جو احکم الحاکمین ہیں اور ساری کائنات کے خالق و مالک ہیں، ان کی ذات رفیع کی طرف نظر کرنا کہ ہائے ہائے مجھ جیسے حقیر اور ذلیل سے ایسی ذات پاک کی نافرمانی ہوگئی جو سب سے بڑا ہے اور سب کو پیدا کرنے والا ہے۔

دوم: نہایت پختہ عزم کے ساتھ یہ طے کرلینا کہ اب آئندہ کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کروں گا۔

سوم: جو چیزیں حقوق اللہ میں سے یا حقوق العباد میں سے قابل تلافی ہوں ان کی تلافی کرنا، اور یہ بات بہت اہم ہے، بہت سے لوگ توبہ کرتے ہیں، لیکن اس تیسرے جزو کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حقوق اللہ کی تلافی

حقوق اللہ کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض کو ترک کیا ہو اور جن واجبات کو چھوڑا ہو ان کی ادائیگی کرے، مثلاً حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں۔ ان نمازوں کا اس قدر اندازہ لگائے کہ دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوں گی۔ پھر ان نمازوں کی قضاء پڑھے۔

قضاء نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ بس یہ دیکھ لے کہ سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو، سورج نکل کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو قضاء نمازیں اور نوافل سب پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور نماز فجر کے بعد اور نماز عصر کے بعد بھی قضاء پڑھنا درست ہے البتہ جب سورج غروب ہونے سے پہلے آفتاب میں زردی آجائے تو اس وقت قضا نہ پڑھے۔ ہر ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور تین رکعت نماز وتر یعنی کل بیس رکعت بطور قضا پڑھ لے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ لمبے سفر میں (جو کم از کم اڑتالیس میل کا ہو) جو دو رکعت والی نمازیں قضاء ہوئی ہوں ان کی قضاء دو ہی رکعت ہے جیسا کہ سفر میں دو ہی رکعت واجب تھیں اگر چہ گھر میں ادا کر رہا ہو۔

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری نہیں ہے کہ جو نمازیں قضاء ہوئی ہوں تعداد میں سب برابر ہوں کیونکہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے بھی رہتے ہیں چھوڑتے بھی رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ سفر میں نماز نہیں پڑھتے عام حالات میں پڑھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ مرض میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی فجر کی نماز زیادہ قضا ہو جاتی ہے۔ کچھ لوگ عصر کی نمازیں زیادہ قضا کر دیتے ہیں۔ پس جو نماز جس قدر قضا ہوئی ہو اس کا زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے۔

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ ظہر کی قضا نماز ظہر ہی میں پڑھی جائے اور عصر کی نماز عصر ہی میں پڑھی جائے یہ درست نہیں ہے۔ جس وقت کی جس وقت چاہیں ادا کر سکتے ہیں اور ایک دن میں کئی کئی دن کی نمازیں بھی ادا ہو سکتی ہیں۔ اگر قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی جونسی نماز پہلے پڑھ لی جائے درست ہو جائے گی مثلاً اگر عصر کی نماز پہلے پڑھ لی اور ظہر کی بعد میں پڑھی تو اس طرح بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضا نمازیں ان کے ذمہ ہیں ان کو ادا نہیں کرتے یہ بہت بڑی بھول ہے نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضا نمازیں ہی پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی یہ قضا نمازوں کے لئے وقت نکالیں پوری قضا نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آگئی تو مواخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

جب نمازوں کی تعداد کا بہت احتیاط کے ساتھ اندازہ لگا لیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں ہے اور دن تاریخ یاد نہیں اس لئے حضرات فقہاء کرام نے آسانی کے لئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز پڑھنے لگے تو یوں نیت کر لیا کرے کہ میرے ذمہ (مثلاً) ظہر کی جو سب سے پہلی فرض نماز ہے اس کو اللہ کے لئے ادا کرتا ہوں۔ جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کر لیا کرے اور دیگر نمازوں میں بھی اسی طرح نیت کرے ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی۔ کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ظہر کی ایک ہزار نمازیں قضا تھیں تو ہزارویں نماز (ابتداء کی جانب) سب سے پہلی نماز تھی اور اس کے پڑھنے کے بعد اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی۔ اور جب تیسری بھی پڑھ لی جائے گی تو اسکے بعد والی سب سے پہلے ہوگی اس کو خوب سمجھ لو۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جمعۃ الوداع یا کسی اور دن یا رات میں قضا عمری کے نام سے دو رکعت پڑھنے سے سب چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں یہ بالکل غلط ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کریں کہ مجھ پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہوئی ہے تو ہر سال پوری ادا ہوئی ہے یا نہیں؟ جتنے سال کی زکوٰۃ بالکل ہی نہ دی ہو یا کچھ دی ہو اور کچھ نہ دی ہو ان سب کا اس طرح اندازہ لگائے کہ دل گواہی دیدے کہ اس سے زیادہ مال زکوٰۃ کی ادائیگی مجھ پر واجب نہیں ہے۔ پھر اسی قدر مال زکوٰۃ مستحقین زکوٰۃ کو دیدے۔ خواہ ایک کو ہی دیدے خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیدے۔ اگر مقدور ہو تو جلد سے جلد سب کی ادائیگی کردے ورنہ جس قدر ممکن ہو ادا کرتا رہے اور پختہ نیت رکھے کہ پوری ادائیگی زندگی میں ضرور کردوں گا اور جب بھی مال میسر آجائے ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور دیر نہ لگائے۔

صدقۂ فطر۔ بھی واجب ہے اور جو کوئی شئی نذر مان لے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے ان میں سے جس کی بھی ادائیگی نہ کی ہو اس کی ادائیگی کرے۔

واضح رہے کہ گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اس کا پورا کرنا بھی گناہ ہے اگر ایسا کوئی واقعہ ہو تو علماء سے اس کا حکم معلوم کرلیں۔

روزوں کی قضا

اسی طرح روزوں کا حساب کرے کہ بالغ ہونے کے بعد فرض روزے جو چھوڑے ہیں یا سفر یا مرض کی وجہ سے چھوڑے ہیں ان سب روزوں کا حساب کر کے سب کی قضاء رکھے (قضاء رکھنے کے مسائل علماء سے معلوم کرلیں) عورتوں کے ساتھ ہر مہینے والی مجبوری لگی ہے۔ اس مجبوری کے زمانہ کو عام طور سے ماہواری کے دن کہتے

ہیں۔ان دنوں میں شرعاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔شریعت نے ان دنوں کی نمازیں بالکل ہی معاف کردی ہیں لیکن ان دنوں میں فرض روزے جو چھوڑ دئے جاتے ہیں بعد میں ان کی قضا رکھنا فرض ہے لیکن بہت سی عورتیں اس میں کمزوری دکھاتی ہیں اور بعد میں مذکورہ روزوں کی قضا نہیں رکھتیں جس کی وجہ سے بہت سی عورتوں پر کئی کئی سال کے روزوں کی قضا لازم ہوجاتی ہے۔خوب صحیح اندازہ کر کے جس سے یقین ہوجائے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے روزے ہوں گے ان سب کی قضا رکھ لیں بالغ ہونے کے بعد سے اب تک جتنے بھی روزے فرض خواہ کسی بھی وجہ سے رہ گئے ہوں سب کی قضا رکھے۔مرد ہو یا عورت سب پر ان کی ادائیگی لازم ہے۔

حج بیت اللہ کی ادائیگی

حج بھی بہت سے مردوں اور عورتوں پر فرض ہوجاتا ہے لیکن حج نہیں کرتے جن پر حج فرض ہوا پہلے کبھی ہوچکا تھا اور مال کی دوسرے کاموں میں لگا دیا وہ حج کرنے کی فکر کریں جس طرح ممکن ہو اس فریضے کا بوجھ اپنے ذمہ سے ساقط کردیں۔

اگر کسی پر حج فرض ہوا اور اس نے حج نہیں کیا اور اتنی زیادہ عمر ہوگئی کہ سخت مرض یا بہت زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے حج کے سفر سے عاجز ہوا اور موت تک سفر کے قابل ہونے کی امید نہ ہو تو ایسا شخص کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج بدل کرادے۔اگر زندگی میں نہ کرا سکے تو وارثوں کو وصیت کردے کہ اس کے مال سے حج کرائیں۔لیکن اُصول شریعت کے مطابق وصیت صرف 1/3 مال میں جاری ہوسکتی ہے، ہاں اگر بالغ ورثہ اپنے حصے میں سے بہ خوشی مزید دینا گوارا کریں تو ان کو اختیار ہے۔

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ

معارف ابرار

ارشاد فرمایا کہ: اگر ہمارے گھروں میں کوئی بچہ خبر دیتا ہے کہ بستر پر فلاں بھیّا نے جوتا رکھ دیا یا دیوار پر لکیر بنادی یا چائے کی پیالی میں مکھی گر گئی تو ہم سب کو فکر ہو جاتی ہے حالانکہ چائے میں کمی تو نہیں ہوئی اضافہ ہی تو ہوا۔ پیروں پر ورم ہے اضافہ ہوا مگر ڈاکٹر کے پاس بھاگے جارہے ہیں معلوم ہوا کہ ہر اضافہ اور ہر ترقی آپ پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح اگر مچھر دانی میں دو، تین مچھر گھس گئے تو بغیر انکو نکالے چین نہیں نیند ہی نہیں آسکتی جب تک اُن کو نکال نہ لیں گے حالانکہ یہ مچھر دو، تین عدد کتنا خون پی لیتے ہیں، ایک رتی ایک ماشہ پی لیتے پھر وہ بھی آرام سے سوتے آپ بھی آرام سے سوتے لیکن دو، تین قطرہ خون دینا گوارا نہیں۔ دوستو سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے گھروں میں اگر منکرات داخل ہو جائیں خلاف شریعت گھر میں چیزیں داخل ہوتی جارہی ہیں ہمیں کوئی فکر نہیں ہمارے بچے انگریزی بال رکھیں ہمارے بچے جاندار تصویریں لائیں انکی فکر کیوں نہیں گھر میں سانپ بچھو آجائے تو فوراً نکالنے کی فکر ہوگی ان کے نکالنے والوں کو بلائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہمارے گھر میں آویں تو ان منکرات کو دور کرنے کے لئے کیا ہم کو اتنی بھی فکر ہے جتنی گھروں سے مچھروں اور مکھیوں کے نکالنے کی فکر ہوتی ہے۔ منکر کے معنیٰ اجنبی کے ہیں جب دنیا کی اجنبی چیزوں سے سکون چھن جاتا ہے تو دین کے منکرات سے سکون کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ انگلی میں کانٹا گھس گیا چین چھن گیا اجنبی چیز داخل ہوگئی آنکھ میں گرد وغبار آگیا کھٹک اور درد شروع ہوگیا۔ لیکن اگر سرمہ لگالیا اور چین میں اضافہ ہورہا ہے۔ کیونکہ سرمہ آنکھ کے لئے اجنبی نہیں آنکھ سے سرمہ کو مناسبت ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریاں ہیں مثلاً حسد، غضب، کبر، ان خلاق رذیلہ کے آتے ہی سکون چھن جاتا ہے۔

ہمارے نائب ناظم صاحب کا آپریشن تجویز ہوا ڈاکٹر نے ان سے سرپرست کا نام پوچھا انہوں نے میرا نام لکھا دیا اس نے پوچھا یہ کون ہیں کہا کہ یہ ہمارے روحانی معالج ہیں۔ ڈاکٹر نے

تعجب سے پوچھا کہ روحانی معالج کا کیا مطلب؟ کہا روح میں بیماریاں ہوتی ہیں آپ جس طرح جسم کے ڈاکٹر ہیں اللہ والے روح کے امراض کے معالج ہیں۔ اس نے کہا روح میں کیا بیماریاں ہوتی ہیں۔ کہا روح میں مثلاً حسد کی بیماری آجانے سے ہر وقت دل جلتا رہتا ہے۔ جس کے ساتھ حسد ہوتا ہے اس کو دیکھتے ہی دل کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بیماری آپ ایکسرے سے نہیں معلوم کرسکتے۔ پھر اس نے پوچھا کہ پھر علاج کیا ہے حسد کا۔ انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا علاج بتا دیا کہ حیران رہ گیا اور تسلیم کرلیا حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے کسی نے حسد کی بیماری کا علاج دریافت کیا حضرت والا نے یہ علاج تجویز فرمایا تھا جس کے ساتھ حسد ہے اس کے ساتھ یہ یہ کام کرو۔

۱) جب ملاقات ہو سلام میں سبقت یعنی پہل کرو۔
۲) جب سفر میں جاؤ تو اس سے مل کر جاؤ۔ اور اس کے لئے دُعا کرتے رہو۔
۳) جب سفر سے واپس آؤ اس کے لئے کچھ تحفہ بھی لاؤ (ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے)
۴) کبھی کبھی اس کی دعوت کردیا کرو اور کبھی چائے اور ناشتہ کرادیا کرو۔

15 دن اس نسخے پر عمل کر کے لکھا کہ حضرت بیماری آدھی ختم ہوگئی تحریر فرمایا کہ ابھی تین ہفتے یہی نسخہ اور استعمال کرو۔ تین ہفتے کے بعد لکھا کہ حضرت اب تو بجائے حسد کے ان سے محبت ہوگئی۔ اسی طرح حرص کی بیماری کا علاج اگر ہو جاوے تو قناعت پیدا ہو جائے اور پھر گھروں پر تالہ لگانے کی ضرورت کیوں پڑے یا حرام آمدنی کی فکر کیوں ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاں اور برائیاں ہیں، نیکیاں بھی تو ہیں تو میرے دوستو اس حدیث پر نظر کیجئے کہ ایک عورت جو بڑی عبادت گذار تھی مگر زبان سے پڑوسیوں کو تنگ کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ عورت دوزخ میں جائے گی۔ اور دوسری عبادت صرف فرائض اور سنن کی پابند تھی یعنی زیادہ نوافل کی عادی نہ تھی مگر اس کے اخلاق سے پڑوسی خوش تھے آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔ شیطان نے صلحاء کو تباہ کرنے کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ ان کی نیکیاں بھی غائب کرادیتا ہے مثلاً غیبت کی عادت پڑی ہوئی ہے جو کمایا دوسروں کے نامۂ اعمال میں غیبت کر کے لکھا دیا۔

(مجالس ابرار)

سیرت خاصان حق

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فکر آخرت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو بیت المال سے آپ کے لئے سالانہ ڈھائی ہزار درہم مقرر ہوئے (جو ہمارے یہاں کے حساب سے تقریباً ۶۲۵ روپے ہوتے ہیں) اسی پر آپ کا گذارہ تھا۔ ایک روز بیوی نے کہا کہ میٹھا کھانے کو طبیعت چاہتی ہے۔ فرمایا مجھے جو کچھ بیت المال سے ملتا ہے اس سے زیادہ تو لے نہیں سکتا ہوں، اسی میں سے تھوڑا بچا کر کسی روز میٹھا پکا لینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ اور چند روز کے بعد کوئی میٹھی چیز پکا کر سامنے رکھ دی، آپ نے فرمایا کہ روزانہ تم کتنا بچاتی رہی ہو، انھوں نے کوئی خاص مقدار بیان کر دی (جو پیسہ آدھا پیسہ روز کے قریب ہوگی) آپ نے بیت المال کو لکھ بھیجا کہ میرے وظیفہ میں سے مستقل اتنی مقدار کم کر دی جائے، کیونکہ میٹھا کھائے بغیر بھی گذارہ ہوسکتا ہے۔ اور اہلیہ نے جو کچھ جمع کیا تھا وہ بھی بیت المال میں جمع کرا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق نبیوں کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ حدیث شریف میں ان کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں، بعض حدیثوں میں ہے کہ ابوبکرؓ جنت کے سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔ اور امتِ محمدیہ میں سب سے پہلے ابوبکرؓ ہی داخل جنت ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ان سب فضیلتوں کے باوجود آخرت کے اتنے فکرمند تھے کہ یوں فرماتے تھے کاش میں کوئی درخت ہوتا جسے کاٹ کر پھینک دیا جاتا۔ کاش میں کوئی گھاس ہوتا جسے جانور کھا جاتے اور آخرت کے حساب سے بچ جاتا کبھی فرماتے تھے کاش میں کسی مومن کا بال ہی ہوتا (تاریخ الخلفاء)

ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جانور پر نظر پڑی (جو مزے میں درختوں کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا، اس جانور کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ (اے جانور) تو کس قدر مزے میں کھاتا پیتا ہے، اور درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش ابو بکرؓ بھی تجھ جیسا ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، اس سے آمدنی کی ایک خاص مقدار روزانہ مقرر کر رکھی تھی کہ مجھے کما کر اتنی آمدنی روزانہ دے دیا کر، اس کے علاوہ تجھے آزادی ہے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ وہ غلام کچھ کھانا لے کر آیا اور اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ اس میں سے ابھی ایک لقمہ ہی کھانے پائے تھے کہ غلام نے عرض کیا کہ آپ روزانہ سوال فرمایا کرتے ہیں یہ چیز کس ذریعہ سے کمائی مگر آپ نے آج کچھ بھی نہ پوچھا، ارشاد فرمایا بھوک کی شدت سے معلوم کرنے کا دھیان نہیں رہا۔ اب بتاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم پر میر گذر ہوا (ان کا ایک شخص بیمار تھا) میں کچھ منتر پڑھ کر دم کر دیا تھا، انھوں نے (اس کے عوض) مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جو ادھر میرا گذر ہوا تو چونکہ ان کے یہاں شادی تھی، اس لئے انھوں نے بہت زیادہ کھانا پکا رکھا تھا۔ اسی میں سے انھوں نے مجھے دیا جو اس وقت آپ کے سامنے حاضر ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا: "تو نے تو مجھے برباد ہی کرنے کا سامان کر دیا"۔ اس کے بعد منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی مگر وہ لقمہ (جو بھوک کی حالت میں کھایا گیا تھا) نہ نکلا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ پانی کے ذریعے قے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بہت بڑا پیالہ پانی کا بھرا ہوا منگا کر اس میں سے تھوڑا تھوڑا پی کر قے فرماتے رہے حتی کہ وہ لقمہ نکل آیا، کسی نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائیں آپ نے ایک

لقمہ کی وجہ سے اتنی مشقت برداشت فرمائی

جواباً ارشاد فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے جو جسم حرام سے پرورش پائے اس کے لئے (دوزخ کی آگ) بہت مناسب ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ اس لقمہ سے میر جسم کا کوئی حصہ پرورش نہ پا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پینے کے لئے پانی طلب فرمایا تو خدمتِ میں شہد ملا ہوا پانی پیش کیا گیا، اس کو دیکھ کر فرمایا کہ بلاشبہ یہ عمدہ چیز ہے لیکن میں (چونکہ) قرآن شریف میں اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کے متعلق دل چاہی چیزوں میں پڑنے کی مذمت پڑھ چکا ہوں اس لئے اس کو نہیں پیوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اذھبتم طیبا تکم فی حیوتکم الدُنیا واستمتعتم بھا (احقاف)	تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو اپنے کام میں لا چکے۔

لہٰذا اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس کے پینے سے آخرت کی لذتوں سے محروم نہ کر دیا جاؤں اور دنیا میں جو نیکیاں کی ہیں ان کا بدل یہی دُنیا کی لذتیں نہ بن جائیں اور آخرت میں محرومی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا اور ہرگز نہ پیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عبد اللہؓ سے ہوگئی، حضرت عبد اللہؓ نے ان سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد (حضرت عمرؓ) نے تمہارے والد (حضرت ابو موسیٰؓ) سے کیا کہا؟ انھوں نے فرمایا مجھے تو معلوم نہیں، حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ میرے والد صاحب نے تمہارے والد صاحب سے یہ کہا کہ اے ابو موسیٰ! کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمارا مسلمان ہونا اور آپ کے ساتھ ہمارا ہجرت اور جہاد کرنا اور ان کے علاوہ اور بھی جو عمل ہم نے کئے ان سب کا

ثواب تو ہم کو مل جائے، اور جو عمل ہم نے آں حضرت ﷺ کے بعد کئے ہیں ان پر نہ اجر ملے نہ پکڑ ہو؟ یہ سن کر تمہارے والد (حضرت ابو موسیٰؓ) نے میرے والد صاحب سے کہا، تمہاری یہ بات مجھے تو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کئے ہیں اور نمازیں پڑھی ہیں اور روزے رکھے ہیں، اور بہت سارے نیک عمل کئے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں پر بکثرت لوگ اسلام لائے ہیں، اور ہم یقیناً ان سب کے اجر وثواب کی اُمید رکھتے ہیں۔ یہ سن کر میرے والد صاحب نے اپنے متعلق فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تو اس میں خوش ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے اعمال کا تو ہم کو اجر مل جائے اور جو اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان پر پکڑ بھی نہ ہوا اور اجر بھی نہ ملے۔ حضرت ابو بردہؓ نے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے والد ہمارے والد سے بہتر تھے (کہ اپنے نیک اعمال کو کھوٹا سمجھتے ہوئے اللہ سے ڈر رہے تھے، اور ان پر ثواب ملنے کی تو کیا اُمید رکھتے اس کو بہت غنیمت سمجھ رہے تھے کہ ان پر گرفت نہ ہو)۔ (مشکوٰۃ شریف)

دیکھئے حضرت عمرؓ ڈر رہے ہیں اور اپنے اعمال کو کھوٹا سمجھ رہے ہیں۔ عادلانہ خلافت چلا رہے ہیں، اور دُنیا کے دور دراز گوشوں میں اسلام کے ڈنکے ان کی ذات کی برکت سے بج رہے ہیں، راتوں رات پہرے دے کر رعایا کی خبر لے رہے ہیں۔ اور ان گنت اعمال خیر کر رہے ہیں، مگر ان اعمال کا اجر تو کیا چاہتے ان کو گناہ کا درجہ دے کر اسکو غنیمت جان رہے ہیں کہ ان پر گرفت نہ ہو جو اللہ کی پاکی اور کبریائی کو جتنا پہچان لیتا ہے اسی قدر اپنی ذات اور اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھنے لگتا ہے۔ یہ تو حضرت عمر کا حال ہے اب ذرا ہم اپنے اعمال پر بھی تھوڑی سی نظر ڈالیں ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔



محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ

بیماریاں دو قسم کی ہیں

بیماریاں دو قسم کی ہیں، ایک جسمانی اور ایک روحانی، جسمانی بیماری میں جس طرح ایک بیماری اصلی اور بنیادی ہوتی ہے اور ایک عارضی، ایک بیماری تو وہ ہے جو پہلے پہل اللہ کے حکم سے پیدا ہو اس کے بعد پھر اس کی وجہ سے اور بیماریاں شروع ہوں تو جو بیماری پہلے ہوئی وہ اصلی ہے اور اس کی وجہ سے جو دوسری بیماریاں ہوئیں وہ عارضی ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دانے نکلنا شروع ہوں، پہلے چہرہ پر پھنسیاں نکلیں، معالج کے پاس گیا اس نے لگانے کے لئے مرہم تجویز کر دیا، دوا پینے کی تجویز کر دی پینے کی دوا ذرا کڑوی ہے اب اس نے مرہم ہی کو استعمال کیا جس سے وقتی طور پر نفع ہوا مگر آٹھ دس دن کے بعد ایک دم بہت سے دانے اور پھنسیاں نکل آئیں جس سے گھبرا کر حکیم صاحب کے پاس گیا۔ حکیم صاحب چونکہ بے تکلف دوست تھے دیکھتے ہی کہا کہ ارے یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ اس نے جو بات سچی تھی وہ بتلا دی کہ آپ نے جو مرہم تجویز کیا تھا اس کو تو استعمال کیا لیکن پینے کی دوا استعمال نہیں کی اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ بھائی اصلی بیماری خون کی خرابی ہے۔ یہ دانے اور پھنسیاں تو عارضی بیماریاں

ہیں۔ جو خون کی خرابی سے ہیں مرہم سے تو عارضی فائدہ ہو جاتا ہے اس لئے جب تک خون ٹھیک نہیں ہوگا اس وقت تک یہ بیماری دُور نہیں ہوگی اس سے ظاہر ہُوا کہ عِلاج عارضی بیماری اور اصلی بیماری دونوں کا ہوتا ہے عارضی علاج سے بفضلہٖ تعالیٰ عارضی فائدہ ہوتا ہے اور اصلی علاج سے بیماری جڑ سے جاتی رہتی ہے اسی طرح رُوحانی بیماری جس کو گناہ کہا جاتا ہے۔ وہ بھی دو قسم کی ہیں اصلی بیماری اور عارضی بیماری مثلاً ایک شخص نماز نہیں پڑھتا، زکوٰۃ نہیں نکالتا، حج فرض ہے کرنے نہیں جاتا وضع قطع اپنی شرعی نہیں رکھتا، معاملات کے اندر خرابی ہے، معاشرت کے اندر بگاڑ ہے، غرضیکہ اس میں مختلف نوع کی کوتاہیاں اور وحانی بیماریاں ہیں اب اگر جماعت کے لوگ آ گئے ان کے ساتھ رہ کر دو، چار وقت کی نماز پڑھ لی جب وہ جماعت گئی تو اس کی نماز بھی گئی، یہ کیا بات ہے؟ وہی پھوڑے پھنسی والا معاملہ کہ مرہم کے استعمال کرنے سے وقتی فائدہ ہو گیا مگر خون کی خرابی جو کہ اصلی بیماری ہے وہ تو باقی ہے اس لئے مرہم کے استعمال کا فائدہ ہوا اس کے اثرات زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہیں گے اسی طرح یہاں بھی جو اصل بیماری ہے اللہ کا خوف، اللہ کی محبت جیسی ہونی چاہیے ویسی نہیں ہے وہ تو باقی ہے اس کی وجہ سے یہ ساری کوتاہی اور سُستی ہو رہی ہے۔

بناؤ اور بگاڑ کا سرچشمہ

اسی لئے آج جو حدیث پاک پڑھی گئی ہے اس میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله وا ذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب (مشکوٰۃ:۱/۲۴۱)

دیکھو انسان کے جسم کے اندر ایک مضغہ گوشت ہے اگر وہ ٹھیک رہتا ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ فاسد ہو جاتا ہے تو سارا بدن فاسد ہو جاتا ہے اور یاد رکھو کہ وہ دل ہے۔

تو جسم جو کہ ظاہر ہے اس کی اِصلاح و بگاڑ قلب جو کہ باطن ہے اس کے تابع ہے کیوں کہ قلب انسان کے جسم میں بادشاہ کی طرح ہے، ہاتھ و پیر و دیگر اعضا یہ اس کی رعایا اور خدام ہیں ظاہر ہے کہ رعایا کا طور طریقہ رہن سہن اور طرزِ زندگی اپنے بادشاہ اور حاکم کی طرح ہوتا ہے کہ اگر اس کی زندگی میں تقویٰ اور اخلاص و فکر آخرت ہے تو اس کی رعایا میں بھی اس کے اثرات ہوں گے اور اگر اس کی زندگی گڑ بڑ ہے من مانی اس کا معاملہ ہے نفس کی خواہشات اور شیطان کی اتباع کرتا ہے تو رعایا میں بھی ویسے ہی اثرات ہوں گے۔ اسی وجہ سے تو کہا گیا کہ الناس علی دین ملوکھم کہ لوگ اپنے بادشاہوں کے طور طریقہ پر ہوتے ہیں۔

نگاہ نبویؐ میں قلب کی اہمیت

اب جب کہ قلب بادشاہ ہے اور سارے اعضا اس کے خدام اور رعایا ہیں تو اس لحاظ سے بدن کے جتنے اعضا اور قوتیں ہیں ان تمام کا نظام قلب کے ماتحت ہے

اور اسی پر اس کا دارومدار ہے کہ اگر وہ اپنا کام صحیح طریقہ سے انجام دے گا تو اس کی وجہ سے سارے بدن کا معاملہ ٹھیک ہوگا اور اگر وہ بھی اپنا کام کرنا چھوڑ دے پھر تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور جسم کا سارا نظام ہی بگڑ جائے گا تو اس سے واضح ہوا کہ قلب کی اصلاح و درستگی اہم اور ضروری ہے چنانچہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ یہ ہے کہ آپ کثرت سے یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك (مرقات ۳۷/۶)

اے دلوں کو بدلنے والے میرے دل کو دین پر قائم رکھ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبات اور استقامت کے لئے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے دل سے پناہ مانگی ہے جس میں خشوع نہ ہو۔

اللھم انی اعوذبك من قلب لا یخشع (رواہ مسلم و مشکوٰۃ ۲۱۶/۱)

اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو۔ اور آپ ﷺ یہ بھی دُعا کیا کرتے تھے۔

اللھم نق قلبی کما ینقی الثوب الابیض من الدنس

اے اللہ میرے دل کو پاک و صاف کر دیجئے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۲۱۶/۱)

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا مانگنا ہمارے لئے ہدایت و رہبری تھی ورنہ آپ ؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس نعمت خاص سے نواز رکھا تھا۔

(اصلاح باطن کی اہمیت)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب نوراللہ مرقدہٗ، پرنام بٹ

بصائر محمود

۱) **ارشاد فرمایا:** کہ سنو! بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی اچھی بات سُنے اور اس پر عمل شروع کردے تو وہ بات اس کے دل میں ہمیشہ کے لئے نُور بن جاتی ہے اور جو شخص اچھی بات سُن کر عمل نہ کرے تو چندن واہ واہ کے درجہ میں وہ بات رہ کر پھر نسیاً منسیاً ہوجاتی ہے، پھر دوبارہ سُنے تو کچھ بھی توفیق نہیں ہوتی، نہ ظاہر واہ واہ نہ اس پر عمل اعاذنا اللّٰہ منه.

۲) **ارشاد فرمایا:** اِتباعِ سُنّت کے دورخ ہیں، ایک ظاہری وباطنی تمام قسمِ کے گناہوں سے بچنے میں اِتباعِ سُنّت کرنا دوسرے ظاہری وباطنی تمام قسمِ کے اعمالِ حسنہ کے کرنے میں اتباعِ سُنّت کرنا، اوّل کا درجہ زیادہ اقدم واہم ہے۔

۳) **ارشاد فرمایا:** حکیم الامت (مراد حضرت مجدّد الملّت مولانا الشاہ اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز) نے فرمایا ہے کہ ریلوں میں بیٹھ کر تلاش کرو، ایک اللہ کا صحیح طالب نہیں ملے گا اور صدیوں پہلے حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ مومنِ مخلص سے دُنیا خالی ہوگئی ہے، مجھے تعجب ہوتا تھا کہ بزرگوں کے اجازت یافتہ کتنے لوگ پھیلے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بزرگ کیوں ایسا فرمارہے ہیں؟ بعد میں حضرت تھانویؒ اور ہمارے حضرتؒ (مراد حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز) کے ملفوظات سے انھیں حضرات کی برکت سے سمجھ میں آیا کہ کسی کا اجازت یافتہ ہوجانا اور شیخ بن جانا تو آسان ہی ہے، مگر نفس سے نکلنا بڑا ہی مشکل ودشوار ہے، مشائخ کاملین کے خلفاء میں بھی کوئی ہی کوئی خوش نصیب اپنے نفس سے بالکلیہ نکلتا ہے مضمون ذکر (یکے رسالہ از حضرت مصلح الامت مولانا الشاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز) میں حضرت شیخ

اکبرمحی الدین ابن العربیؒ کی عبارت کا ترجمہ ہے ’’زمانہ لمبے چوڑے جھوٹے دعووں سے بھرا ہوا ہے، نہ کوئی مُرید ہی صادق اور سلوک میں ثابت قدم نظر آتا ہے اور نہ کوئی شیخ ہی محقق نظر آتا ہے، جو مُرید کی خیر خواہی کرے اور اس کو نفس کی رعونت سے اور خود رائی سے نکالے اور طریق حق اس کے سامنے ظاہر کردے۔ پس مُرید شیخوخت اور بڑائی کا مُدعی ہوجاتا ہے اور یہ سب خبط اور تلبیس ہے۔ ہمارے حضرتؒ اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں ’’دیکھئے اس سے معلوم ہوا کہ سلوک میں سب کچھ طے ہوجانے کے بعد جو عقبہ سالک کو پیش آجاتا ہے وہ دعویٰ اور خودی ہے جس کا منشا ظاہر ہے کہ نفس کی اصلاح نہونا ہے‘‘۔ (مضمون ذکر صفحہ ۳۸) اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رذائل میں سب سے اخیر میں سالک (جو اپنی اصلاح کی فکر میں لگا ہے) کے دل سے نکلنے والی چیز حُبّ جاہ ہے۔

۴) ارشاد فرمایا: مٹنا بڑی مشکل ہے۔

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

حضرت والاؒ نے رسالہ جنت میں فرمایا ہے کہ مولاناؒ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اس راہ میں یہاں سے وہاں تک پُشتے کے پُشتے لگے ہوئے ہیں، کوئی دو قدم چلا، گرا، کوئی چار قدم چلا، گرا، کوئی اور چند قدم چلا وہاں گرا۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جو اس راہ میں کامیاب ہوئے ہوں، اس لیے ناقصین کی تعداد بے حساب ہے اور کامل تو کوئی کوئی ہی ہوا ہے، جس کو اس راہ میں مٹنا نصیب نہ ہوا، اس کو کچھ بھی نہ ملا۔ اوّل قدم بھی مِٹنا ہے اور آخر قدم بھی مِٹنا ہے۔

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

یعنی حق تعالیٰ کو پانے کا آئینہ بس نیستی اور اپنے کو مٹانے کے سوا کچھ نہیں (آگے فرماتے ہیں) اپنے کو فنا کرنے اور مٹانے کو اختیار کرلے، اگر تُو احمق و بیوقوف نہیں۔

۵) **ارشاد فرمایا:** ہمارے حضرتؒ نے خود مجھ سے فرمایا کہ ''خانقاہوں میں رہ کر جس چیز کو لوگ نسبت کہہ کر لے جاتے ہیں وہ صحیح نسبت ہی نہیں۔ صحیح نسبت بغیر اخلاق کے درست کیے حاصل ہوتی ہی نہیں۔ جس نسبتِ احسانی کا سِلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے وہ اخلاق کی درستگی سے حاصل ہوتی ہے۔ اصل چیز اخلاق کی درستی ہے۔ شغل وغیرہ کر کے کچھ کیفیات پیدا ہوسکتی ہیں۔ یہ جوگ جیسا ہے۔ کسی جوگی سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، رُوح المعانی میں لکھا ہے کہ جس کا باطنِ ریاء، سمعہ، عجب، کینہ اور اسی قسم کی بدخلاقیوں کے ساتھ آلودہ ہو حرمِ الٰہی ایسوں پر حرام ہے۔

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا ماہانہ اجتماع عصر تا فجر بتاریخ ۲۳ رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ بمطابق 17-09-2006 بروز ہفتہ بمقام **لال مسجد** پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ❁ ایک سنت بتانا ❁ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ❁ آداب گشت ❁ بعدہٗ گشت ❁ تعلیم تسہیل قصد السبیل ❁ چائے ❁ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ❁ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ❁ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ❁ بعدہٗ دعا ❁ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ❁ سونے کی سنتیں ❁ نماز کی عملی مشق ❁ مراقبۂ موت ❁ دُعا ❁ بعدہٗ قیام شب ❁ نماز تہجد (انفرادی) ❁ معمولات (انفرادی) ❁ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسبِ موقع شرکت اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

انوارِ سنت

نمازیں

سنت کے مطابق پڑھئے

کھڑے ہونے کی حالت میں

۱۔ اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں، یا امامت کر رہے ہوں تو پہلے سبحانك اللهم الخ پھر سورۃ فاتحہ، پھر کوئی اور سورت پڑھیں اور اگر کسی امام کے پیچھے ہوں تو صرف سبحانك اللهم پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرأت کو دھیان لگا کر سنیں۔ اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورۃ فاتحہ کا دھیان کئے رکھیں۔

۲۔ جب خود قرأت کر رہے ہوں تو سورۃ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پر رُک کر سانس توڑ دیں، ھر دوسری آیت پڑھیں، کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھیں، مثلا الحمد لله رب العلمين پر سانس توڑ دیں، پھر الرحمٰن الرحيم پر، پھر مالك يوم الدين اس طرح پوری سورۂ فاتحہ پڑھیں، لیکن اس کے بعد کی قرأت میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں، جتنے سکون کے ساتھ کھڑے ہوں اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں، اور وہ بھی صرف سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔

۴۔ جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دیکر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے ادب کے خلاف ہے۔ اس سے پرہیز کریں۔ یا دونوں پاؤں پر برابر زور دیں یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔

۵۔ جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔

۶۔ کھڑے ہونے کی حالت میں نظریں سجدے کی جگہ پر رکھیں اِدھر اُدھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

(نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے)

گناہ اور اس کے نقصانات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے۔ جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچادیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

۱۲) کسی کے نقصان پر خوش ہونا:

کبھی ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نقصان کے اندر مبتلا کر دیتا ہے۔

۱۳) تکبر کرنا:

یعنی اپنے کو بڑا اور دوسرے کو حقیر (چھوٹا) سمجھنا یاد رہے چھوٹے کو بڑا اور بڑے کو چھوٹا اللہ منٹوں میں کر دیتا ہے۔

گناہ کے نقصانات

زندگی گھٹتی ہے اور زندگی کی برکت نکل جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

حضرت محدث عصر مولانا حبیب الرحمن اعظمی قدس سرہٗ

نعت شریف

وہ جہاں کا رمز وجود ہے، وہ مدار کارِ نظام ہے
وہ خدا کی شانِ جمال کا، بخدا کہ مظہر تام ہے

کرو یاد معرکہ بدر کا، پڑھو فتح مکہ کا واقعہ
وہ خدا کا قہر وجلال تھا یہ نبیؐ کی رحمتِ عام ہے

سبھی انبیائے کرام کا، ہے مقام سب سے بلند تر
وہ ہلالِ چرخِ کمال تھے، مرا شاہ بدر تمام ہے

جو غذائے روح وسکون دل ہے انھیں کی پاک حدیث ہے
جو مریض دل کیلئے شفا، ہے انھیں کا پاک کلام ہے

جو مجھے ملا وہ ملا انھیں کی نگاہ لطف وکرم سے ہے
قلم وزبانِ حبیب کیا، ہے انھیں کا فیض دوام ہے

اسلامی عقائد

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا
شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ

۴۔ الایمان بالرسل

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ :۴ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص کسی قسم کے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو اس کو سچا مانے وہ بھی ایمان سے خارج ہے۔

عقیدہ :۵ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنا اور سب سے زیادہ عزت اور عظمت اور اطاعت کرنا ہر ہر امتی کے لئے لازم اور ضروری ہے، کسی قسم کی گستاخی اور بے ادبی کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ :۶ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمان پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر واپس مکہ پہنچا دیا اس کو ''معراج'' کہتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

اغراض ومقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء واراکین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو عصر تا فجر اجتماع منعقد کر کے اس میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جزوقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810
Email: dawathulhaq@rediffmail.com Phone: 04171-231292

جواہر حکمت

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو

پر ایک سخن اکبر عاجز کا رہے یار
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اکبر الٰہ آبادیؒ

